الكامل في ضعفاء الرجال

نور البشر محمد نور الحق

"وہ کتابیں اپنے آباء کی......" کے عنوان کے تحت اسلام کے مراجع و مصادر اور ماخذ میں سے کسی ایک کتاب کا تعارف پیش کیا جاتا ہے، اس مرتبہ " الكامل في ضعفاء الرجال" کا تعارف نذر قارئین ہے۔ (مدیر)

الإمام الحافظ ابو احمد عبداللہ بن عدی بن عبداللہ بن محمد بن المبارک الجرجانی المعروف بابن عدی رحمۃ اللہ علیہ علمِ رجال کے اساطین میں سے تھے۔

آپ کی ولادت ۲۷۷ھ میں ہوئی اور ۳۶۵ھ میں آپ نے وفات پائی۔

علمِ حدیث کی تحصیل کے سلسلے میں اپنے زمانے کے دیگر علما کی طرح ممالک و امصار کا سفر کیا، حرمین شریفین، شام، مصر، عراق اور خراسان کے شہروں اور دیہاتوں کی خاک چھانی۔

آپ کے شیوخ و اساتذہ میں ابن جریر طبری، ابویعلیٰ موصلی، امام نسائی، امام طحاوی اور امام ابوالقاسم بغوی وغیرہ جیسے ایک ہزار کے قریب شیوخ ہیں۔

آپ کے تلامذہ بھی بڑے نامور گزرے ہیں جن میں ابوسعد مالینی، حمزہ بن یوسف سہمی، ابوالعباس بن عُقدہ، اور حاکم وغیرہ ہیں۔

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی جلالتِ شان، علم جرح و تعدیل میں ان کے طولِ باع کی شہادت ان کے جاننے والوں نے دی ہے:

چنانچہ علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "أحد الجهابذة الذين طافوا البلاد وهجروا الوساد."

ابن السمعانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "كان حافظ عصره......"

حمزہ بن یوسف سہمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "كان حافظا متقنا لم يكن في زمانه مثله"

حافظ خلیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "كان عديم النظير حفظاً و جلالة".

ابن ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "إمام حافظ كبير ثقة مأ مون".

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "إمام حافظ كبير ثقة مأمون".

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات کی تعداد تو کوئی زیادہ نہیں تاہم جو تصنیفات ہیں وہ نہایت وقیع ہیں:۔

۱۔اسماء الصحابة ۲۔أسامي من روى عنهم البخاري في الصحيح

۳۔معجم الشيوخ ٤۔جمع أحاديث مالك بن انس، والأوزاعي، وسفيان الثورى، وشعبة و إسماعيل بن أبى خالد

۵۔الانتصار على مختصر المزني ٦۔علل الحديث ۷۔الكامل فى ضعفاء الرجال

ان کتابوں میں سے سب سے اہم تصنیف جو ان کی شہرت کی وجہ بنی وہ "الكامل فى ضعفاء الرجال" ہے، حتی کہ یہ "صاحب الکامل" کے نام سے معروف ہیں۔

علماء نے اس کتاب کے متعلق جو وقیع اقوال ذکر کیے ہیں ان سے اس کتاب کی اہمیت معلوم ہوتی ہے:۔

چنانچہ علامہ خلیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "وله تصنيف في الضعفاء، ماصنف أحد مثله."

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ سے حمزہ بن یوسف سہمی نے درخواست کی کہ آپ ضعفاءِ محدثین کے بارے میں کوئی کتاب لکھیں تو انہوں نے جواب دیا "أليس عندك كتاب ابن عدى؟" کہ کیا آپ کے پاس ابن عدی کی کتاب نہیں ہے؟ انہوں نے جب بتایا کہ وہ میرے پاس ہے تو فرمایا "فيه كفاية لايزاد عليه"۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ولأبي أحمد بن عدى كتاب الكامل، هوأكمل الكتب وأجلها في ذلك"۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "لم يسبق إلىٰ مثله ولم يلحق في شكله"۔

علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "كتابه الكامل طابق اسمه معناه ووافق لفظه فحواه"۔

ابن القطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "وكتابه الكامل وافٍ بغرضه"۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "هو أكمل الكتب المصنفة قبله وأجلها"۔

اس کتاب کی اہمیت کی وجہ سے مختلف حضرات نے اس کی مختلف جہات سے خدمت کی ہے:

چنانچہ ابوالعباس بُنانی، محمد بن طاہر مقدسی، تقی الدین احمد بن علی مقریزی اور احمد بن ایبک دمیاطی نے اسکا اختصار کیا ہے۔

جبکہ ابوالعباس بُنانی اور ابن القیسرانی نے اس کا تکملہ لکھا ہے۔ ابن القیسرانی نے اس کی احادیث کو مرتب بھی کیا ہے۔

سب سے پہلے ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کی ابتدا خطبہ سے کی ہے "الحمدلله الأحد الصمد الذي ليس كمثله شيء وهوالسميع البصير......" اسی خطبے کے ذیل میں انہوں نے ذکر کیا کہ "میں اپنی کتاب میں ہر اس راوی کو ذکر کروں گا جس کو کسی بھی قسم کے ضعف کے ساتھ متصف کیا گیا ہو، یا جو مختلف فیہ ہو کہ بعض نے تعدیل کی ہو اور بعض نے جرح کی ہو، اور میں ان میں سے کسی ایک کے قول کو اپنے مبلغِ علم کے مطابق غیر جانبداری کے ساتھ ترجیح دوں گا کیونکہ یہ عین ممکن ہے کہ تعدیل والے کا بے جا میلان ہو گیا ہو اور جرح والے کی طرف سے خواہ مخواہ کا تحامل ہو۔

اسی طرح میں ان راویوں میں سے ہر راوی کی کچھ روایات نقل کروں گا جن کی وجہ سے اس کی تضعیف کی گئی ہو"۔

نیز وہ فرماتے ہیں کہ "میں نے جن راویوں کو ذکر نہیں کیا وہ ثقہ اور صدوق ہیں"۔

اسی طرح انہوں نے ایک جگہ فرمایا کہ "اگر میں نے یہ التزام نہ کیا ہوتا کہ میں اس کتاب میں ہر ایسے راوی کو ذکر کروں گا جس پر کسی بھی عالم نے کلام کیا ہو تو احمد بن صالح کو یہاں ذکر نہ کرتا"۔

اسی طرح وہ فرماتے ہیں "میں نے فلاں راوی پر متقدمین میں سے کسی کے کلام کو تو نہیں دیکھا البتہ ان کی احادیث کو میں نے "غیر محفوظ" پایا اور میں نے اپنی اس کتاب میں ایسے راویوں کے تذکرے کا بھی التزام کیا ہے"۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں ہر اس راوی کو ذکر کیا ہے جس پر کسی بھی قسم کا کوئی کلام کیا گیا ہو اگرچہ وہ راوی صحیحین کے رجال میں سے ہو، تاہم ممکنہ حد تک وہ ایسے راویوں کا دفاع کرتے ہیں، اور اپنے اجتہاد کے اعتبار سے وہ رجال پر انصاف کے ساتھ کلام کرتے ہیں"۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ابن عدی کی عادت ہے کہ وہ ان احادیث کو ذکر کرتے ہیں جو ثقہ سے مروی ہیں اور منکر ہیں"۔

ان تمام اقوال کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب میں درج ذیل راویوں کا تذکرہ ہے:۔

(۱) ضعفاء

(۲) وہ ثقہ راوۃ جن پر کلام کیا گیا یا ان کی چند احادیث کو منکر قرار دیا گیا ہو۔

(۳) مختلف فیہ رواۃ۔

(۴) وہ رواۃ جن پر کسی نے کلام نہیں کیا، لیکن ان کی حدیثیں محفوظ نہیں۔

☆امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے خطبے کے بعد ایک طویل مقدمہ تحریر کیا ہے، جس میں تیس ابواب قائم کیے، ان تیس ابواب میں انہوں نے "کذب" اس کی عقوبت اور اس کی شناعت کو مختلف جہات اور پہلوؤں سے ذکر کیا ہے، چنانچہ تیس تراجم ابواب قائم کر کے ہر "ترجمہ" کے تحت اپنی سند سے روایت ذکر کی اور اس سے ترجمۃ الباب کو ثابت کیا۔

☆ان تیس ابواب سے فراغت کے بعد صحابہ کرام کے زمانے سے لے کر ان کے زمانے تک جن حضرات نے راویوں کے کذب اور دروغ بیانی پر کلام کیا ہے ان کا فرداً فرداً تذکرہ کیا، اور ان کے مختصر حالات تحریر کیے، چنانچہ سب سے پہلے حضرات صحابۂ کرام میں سے حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن سلام، حضرت عبادہ بن الصامت، حضرت انس بن مالک اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا تذکرہ کیا۔

اس کے بعد تقریباً اکیس حضرات تابعین کا اور اس کے بعد دس تبع تابعین کا اور آخر میں اپنے زمانے تک تقریباً سینتیس علماء جرح وتعدیل کا وقیع تذکرہ کیا ہے۔

☆ان تراجم کے بعد چند ابواب قائم کیے جن میں غیر ثقہ راویوں سے روایت کرنے کے برے عواقب کا ذکر ہے، ان ہی ابواب کے تحت جھوٹ سے پرہیز کرنے اور ثقہ اور معتمد علماء سے علم حاصل کرنے کی مؤثر انداز میں ترغیب دی گئی ہے۔

☆اس طویل اور مفید ترین مقدمے کے بعد اصل مقصودِ کتاب کی ابتدا ہوئی ہے اور رواۃ کا تذکرہ حروفِ تہجی کی ترتیب کے مطابق کی ہے، اس طرح تراجم کی تلاش میں جو آسانی ہوتی ہے وہ اہلِ علم سے مخفی نہیں، البتہ ترتیبِ حروفِ تہجی میں انہوں نے دقتِ نظری سے کام نہیں لیا بلکہ صرف پہلے حرف کو ملحوظ رکھا ہے، پہلے حرف کے بعد دوسرے حروف کی ترتیب کا لحاظ نہیں رکھا، مثلاً سب سے پہلے انہوں نے "احمد" کے نام سے شروع کیا، اس کے بعد "ابراہیم" اس کے بعد "اسماعیل" اور اس کے بعد "اسحاق" کا تذکرہ ہے، جبکہ "احمد" نام کے حضور اکرم ﷺ کے نام سے ساتھ اشتراک سے قطع نظر کر لیا جائے تو اسے "ابراہیم" کے بعد لانا چاہیے اسی طرح "اسماعیل" کا تذکرہ "اسحاق" کے بعد ہونا چاہیے تھا۔

☆تراجم میں پہلے وہ ان ناموں کو ذکر کرتے ہیں جو مختلف رواۃ میں مشترک ہیں، پھر ایسے راویوں کا تذکرہ کرتے ہیں جن کے ناموں میں اشتراک نہیں، اس کے لیے وہ عنوان قائم کرتے ہیں مثلاً "أسامٍ شتى ممن ابتداء أساميهم جيم"۔

☆عام طور پر صاحبِ ترجمہ کا نام، کنیت، لقب، نسبت اور سکونت وغیرہ کو ذکر کرتے ہیں، بلکہ بعض اوقات ان امور کو بھی سند کے ساتھ لاتے ہیں۔

☆اس کے بعد ائمہ جرح وتعدیل کے اقوالِ مدح وذم کو ذکر کرتے ہیں۔

☆اقوالِ مختلفہ کے ذکر کرنے کے بعد متعلقہ راوی کی ان روایات کو لاتے ہیں جن کی وجہ سے اس کی تضعیف کی گئی، خواہ یہ روایتیں مرفوع ہوں، یا موقوف ہوں، یا مقطوع ہوں۔

☆روایات معلولہ کو ذکر کرنے کے بعد بسا اوقات وہ راوی اور روایت پر تبصرہ کرتے ہیں، علت ذکر کرتے ہیں، علت کس جگہ ہے؟ کہاں

سے یہ علت آئی ہے؟اس کو متعین کرتے ہیں اور کبھی تبصرہ مطلقاً نہیں کرتے۔

☆کبھی "ترجمہ" کے تحت راوی سے منسوب حکایات اور قصے بھی نقل کر دیتے ہیں،اگرچہ اس سلسلے میں وہ تساہل سے کام لیتے اور زیادہ تحقیق بات نہیں کرتے۔

☆آخر میں ان تمام اقوال و آراء، روایاتِ غریبہ و منکرہ و شاذہ اور عللِ خفیہ وغیرہ کو پیش نظر رکھ کر ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ راوی کے بارے میں جامع حکم لگاتے ہیں،اور عموماً اس میں ان کی رائے وقیع اور معتدل ہوتی ہے۔

☆ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ راویوں پر تبصرہ کرتے ہوئے نپے تلے انداز میں الفاظ کا استعمال کرتے ہیں مثلاً کہتے ہیں "مشهور معروف من الثقات"، "وهو في نفسه صالح"، "وهو صدوق"، "حديثه مضطرب"، "متماسك في الحديث لابأس به"، "عامة ما يرويه منكر"، "منكر الحديث عن الثقات"، "يسرق الحديث"، "هو عندی لين" وغیرہ۔

لیکن یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض الفاظ کے استعمال میں جمہور علماء کی پیروی نہیں کی،بلکہ ان کے نزدیک ان کا ایک الگ مفہوم ہے، مثلاً:

☆"صدوق" کا اطلاق عام طور پر ایسے راوی پر کیا جاتا ہے جو ثقاہت میں کچھ کم تر ہو۔ جبکہ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کا اطلاق مطلق "ثقه" پر بھی ہوتا ہے جبکہ انہوں نے یہ کلمہ سعید بن کثیر بن عفیر اور عفان بن مسلم کے بارے میں لکھا ہے، دوسری طرف خود انہوں نے ان کی زبردست الفاظ میں توثیق کی ہے۔

☆اسی طرح "لابأس به" کی اصطلاح کا اطلاق عام علماء کے نزدیک توثیق کے ادنیٰ درجے پر ہوتا ہے، جبکہ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کلمہ کو حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ کی روایات کے بارے میں نقل کیا ہے۔

چنانچہ وہ فرماتے ہیں "وليس برواياته بأس"۔

☆اسی طرح ایک اصطلاحی لفظ "ليس بذاك" ہے، اس سے عام علما ضعف یسیر اور معمولی ضعف کی طرف اشارہ کرتے ہیں، لیکن ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس اصطلاح کو "وضاع" اور "سارقِ حدیث" کے لیے استعمال کیا ہے۔

☆اسی طرح "ضعيف" کی اصطلاح جمہور علماء کے نزدیک مطلق ضعف کے لیے استعمال ہوتی ہے، جبکہ ابن عدی اس لفظ کو اس راوی کے لیے استعمال کرتے ہیں جو شدید ضعف کے ساتھ متصف ہو یا متروک ہو۔

☆یہی حال "لين" کا ہے کہ یہ بھی مطلق "ضعف" کے بجائے ابن عدی کے نزدیک "شدید ترین ضعف" پر دال ہے۔

لہٰذا "الکامل" کے قاری کو ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

انتقادات

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب جامعیت اور افادیت کے لحاظ سے اپنے زمانے میں عدیم النظیر رہی، تاہم اس پر بعض مؤاخذات و انتقادات بھی ہیں، چنانچہ:۔

☆ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں فقہاء حنفیہ سے متعلق تراجم میں زبردست تعصب سے کام لیا ہے، جبکہ شافعی رواۃ سے انتہائی چشم پوشی سے کام لیا ہے، چنانچہ امام شافعی کے استاذ ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ الاسلمی کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ "نظرت الكثير من حديثه فلم أجد له حديثاً منكراً" جبکہ ان کے بارے میں امام احمد، ابن حبان وغیرہ نے زبردست کلام کیا ہے، حتیٰ کہ امام عجلی تو فرماتے ہیں

"مدني، رافضي، جهمي، قدري، لا يكتب حديثه" بلکہ بعض حضرات نے تو ان کو کذاب ٹھہرایا ہے، اس کے باوجود ان کے بارے میں ابن عدی کا تبصرہ وہ ہے جو آپ پڑھ چکے ہیں۔

☆حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد مقامات پر اس بات پر تنقید کی ہے کہ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے معمولی کلام کی وجہ سے ثقہ ترین رواۃ کو اپنی اس کتاب میں ذکر کر دیا جو "ضعفاء" کے تذکرے کے ساتھ مخصوص ہے، مثلاً اس میں ثابت بنانی، عبداللہ بن وھب، عبداللہ بن یوسف، امام بغوی (یہ ان کے شیخ اور استاذ بھی ہیں) اور ابوالزناد جیسے رواۃ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

☆ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ بسا اوقات ایک راوی کو مطعون ٹھہراتے ہیں، اس کی وجہ کوئی مخصوص روایت ہوتی ہے، حالانکہ اس میں خرابی کسی دوسرے راوی کی وجہ سے آئی ہوئی ہوتی ہے، اس کی متعدد مثالیں "الکامل" میں ہیں، خاص طور پر ابن عدی نے امام ابوحنیفہ کا ذکر کر کے ان کی تضعیف کی، جس کی بنیاد وہ مرویات ہیں جو وہ ابآء بن جعفر نجیرمی کے طریق سے روایت کرتے ہیں، ان تمام روایات میں خرابی امام ابوحنیفہ کے بعد کے اس مذکورہ راوی کی وجہ سے آئی ہے جبکہ انہوں نے امام ابوحنیفہ کو مطعون ٹھہرادیا۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عدی کی تعدی کو ظاہر کرنے کے لیے ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے، جس کا نام "إبداء وجوه التعدي في كامل ابن عدي" ہے، اسی طرح ان کے صنیع پر علامہ کوثری نے اپنے رسالے "الإمتاع بسيرة الإمامين الحسن بن زياد و محمد بن شجاع" میں بھی نقد کیا ہے۔

☆ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں کہ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ اپنی کتاب کو حروفِ تہجی کی ترتیب پر مرتب کیا ہے تاہم اس میں انہوں نے دقت نظری سے کام نہیں لیا اور صرف "حرف اول" کو ملحوظ رکھا ہے باقی حروف کی ترتیب کا لحاظ نہیں رکھا، جبکہ ایسی عظیم کتاب سے انتفاع آسانی کے ساتھ اسی صورت میں ہو سکتا تھا جب باقی حروف کو ترتیب کے مطابق رکھا جاتا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کتاب کے محققین کو، کہ انہوں نے اس مشکل کو سمجھتے ہوئے تمام اسماء کو نہایت دقتِ نظری کے ساتھ مرتب کر دیا ہے، اس طرح اس سے استفادہ آسان ہو گیا۔

☆ تیسری بات جو اس کتاب کے اندر جابجا محسوس ہوتی ہے اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ نگاروں نے بھی اس بات کو ذکر کیا ہے، وہ ہے ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی عربیت میں کمزوری اور نحوی اغلاط کا صدور، چنانچہ اس کتاب میں بعض اوقات تسلسل کے ساتھ اور بعض اوقات ہر دو چار صفحے کے بعد ایسی غلطیاں پائیں گے جو نحوی اعتبار سے نہایت فحش غلطیاں ہیں۔

اس کتاب کے اس وقت دو نسخے ہمارے سامنے ہیں ایک نسخہ ڈاکٹر سہیل زکار اور یحییٰ مختار غزاوی کی تحقیق کے ساتھ ہے، اس نسخے کا تیسرا ایڈیشن ہمارے ہاتھوں میں ہے جو ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۹۸۸ء میں طبع ہوا، یہ کل سات جلدوں پر مشتمل ہے، جبکہ ایک جلد (آٹھویں جلد) فہرست کی ہے۔ جبکہ دوسرا نسخہ شیخ عادل احمد عبدالموجود، شیخ علی محمد معوض اور ڈاکٹر عبدالفتاح ابوسنہ کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ ہے، یہ نسخہ پہلی دفعہ ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۹۹۷ء میں چھپا، مؤخر الذکر نسخہ تعلیقات کی کثرت کی وجہ سے ممتاز ہے اور فہرست سمیت نو جلدوں پر مشتمل ہے تاہم اول الذکر نسخہ میں اگرچہ تعلیقات کم ہیں لیکن جو کچھ ہیں وہ وقیع ہیں۔ اس کتاب کی اگرچہ خدمت ہوئی ہے تاہم اس خدمت میں کافی تشنگی محسوس ہوتی ہے، ضرورت ہے کہ:۔

☆کتاب میں مذکور روایات کی مکمل جانچ پڑتال ہو اور طے کیا جائے کہ کون سی روایات قابل احتجاج ہیں اور کون سی نہیں اور ان کی مکمل تخریج کی جائے۔

☆جن احادیث کو ابن عدی نے مطلقاً ذکر کر دیا اور کوئی علت ذکر نہیں کی، ان کی علت واضح کی جائے۔

☆ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے رواۃ پر جو کلام کیا ہے اس کا بنظرِ غائر جائزہ لیا جائے اور جو حکم لگایا ہے اس کو علماء کے اقوال و آراء کی روشنی میں پرکھا جائے۔ رحم الله ابن عدي وجزاه عن العلم وأهله خيراً وسامحه عما فرط منه فيما كتب من التراجم وتعدى فيها۔ آمین